



عورت سے غیر فطری مباشرت

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

اللہ تعالیٰ کے بے غایت لطف و کرم سے عورت مرد کے لیے سکون کا باعث ہے۔ یہ سکون اس وقت ناپید ہو جاتا ہے، جب مرد، عورت سے غیر فطری مباشرت کر کے اس کے تقدس کو پامال کر دیتا ہے، کیونکہ یہ اقدام حکم شریعت کی سخت خلاف ورزی ہے، نیز اخلاق و شرافت کے منافی بھی ہے۔ اس فحیح فعل کو نہ عقل تسلیم کرتی ہے اور نہ ہی نقل اس کی تائید میں ہے۔ البتہ گدھے کتے اور خنزیر جیسے جانور ایسا ضرور کر سکتے ہیں یا پھر کفار۔ فطرتِ سلیمہ اور طبعِ مستقیم کے حامل مسلمان سے اس جرم کا ارتکاب ناممکن ہے۔

عورت کو پشت (Anus) سے استعمال کرنا گناہ کی سب سے بھیانک اور بد بخت صورت ہے۔ اس سے انسان قوائے فکری و عملی پر سخت چوٹ لگتی ہے۔ اس فحیح فعل کا نتیجہ ذلت و خسران اور تباہی و بربادی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس کے فاعل کو ہمیشہ ذلت و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ مغضوب علیہم قوموں کے آثارِ سیئہ اور اخلاقی قبیحہ میں سے ایک گناہ ہم جنس پرستی، عملِ قومِ لوط اور عورت سے لواطت کرنا ہے۔ فواحش و رذائل کی لسٹ میں اور طبعِ سلیم کی کراہت و نکارت کے لحاظ سے یہ گناہ بدکاری سے بڑھ کر ہے۔ کفر کے بعد اس کا نمبر آتا ہے۔ اس کے نقصانات اور بد اثرات معاشرہ پر قتل سے بڑھ کر ہیں۔

اس کا جواز پیش کرنا محض دعویٰ بلا دلیل پر اصرار ہے، اس لیے کہ یہ اسلام کی بے لوث اور پاک تعلیم پر حملہ ہے، نیز اسلامی تہذیب و تمدن کی تمام نزاکتوں کو تار تار کر دینے کے مترادف ہے۔ یہ دینی و انسانی مصلحت سے عاری ایسا جرمِ عظیم ہے، جو ایک مسلمان سے ثقاہت و تقویٰ کی دولت چھین لیتا ہے۔ یہ شوہر و زن کے خوشگوار تعلقات کو نفرت و عداوت میں بدل دیتا ہے۔ رشتہ ازدواج کے تقدس کو پامال کر دیتا ہے، انسانی صحت کو روگ لگا دیتا ہے، روحانیت کو سلب

کر لیتا ہے۔

جب کوئی اپنی بیوی سے لواطت کرتا ہے، اس وقت وہ عقل و فکر کے نزدیک مسلمات کو لاکر رہا ہوتا ہے۔ قرآن عزیز اور حدیث شریف کی پاکیزہ تعلیمات سے آشنا مسلمان سے اس بُرے فعل کا ارتکاب مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔

واضح رہے کہ جس قوم کے اندر یہ بے ہودہ اور فحش گناہ پایا گیا، مولائے کریم نے انہیں دنیا ہی میں مرقعِ عبرت اور داستانِ موعظت بنایا ہے۔ یہ انعکاسِ فطرت پر مبنی نازیبا عمل بے راہروی اور آوارہ مزاجی کی ایسی لعین عادت ہے، جو جوابِ اخلاق باختہ اور لادینی فسق و فجور میں غرقاب، شہوات و لذات میں منہمک، عصیان و معاصی کے دلدل میں بری طرح پھنسے ہوئے، بلکہ دھنسے ہوئے یورپ کے پانچ ملکوں میں قانون کا درجہ حاصل کر چکی ہے اور انسانیت کے لیے باعثِ ننگ و عار اس قانون پر کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی۔

تُف ہے ایسی تہذیب پر! مالکم کیف تحكمون .

شریعتِ اسلامیہ چونکہ پاکیزہ، صاف ستھرے، شگفتہ اور بہار آفریں احکامات پر مبنی ہے، لہذا وہ انسان کو بھیمی خواہشوں، نفس پرستیوں، اعمالِ شیطانیہ اور افعالِ خبیثہ سے بچاتی ہے۔ وہ ہمارے اندر نیکی کا جذبہ اور بُرائی سے اجتناب کی قوت پیدا کرتی ہے۔ وہ ہمیں ہماری خواہشوں اور تمنائوں کو حدِ اعتدال فراہم کرتی ہے۔ اس لیے شریعتِ محمدیہ ﷺ میں ایسی رذالتوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ایک شخص اپنی حلال اور منکوحہ بیوی کو بھی پشت سے استعمال نہیں کر سکتا، کیونکہ ایسا کرنا مقصدِ شریعت کے خلاف ہے اور محض حیوانی جذبہ کی تسکین ہے۔

افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ منبر و محراب پر سکتہ طاری ہے، جبکہ روزانہ کتنے لوگ اس مذموم فعل کا مرتکب ہو کر اپنا دل اور منہ کالا کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے معاشرہ کو اسلامی اصولوں پر استوار کرنا چاہتے ہیں اور معاشرے کے لیے مفید افراد پیدا کرنے کے خواہاں ہیں تو انسانوں میں صالحیت اور تقویٰ لانا ہوگا۔ انسانی ہمدردی کے جذبہ سے سرشار ہو کر آگے بڑھنا ہوگا اور اس گناہ

کے بھیانک نتائج سے انسانوں کو آگاہ کرنا ہوگا۔ یہ لعین عادت فاعل و مفعول میں سوزاک، جریان، جسم میں سوزش، نیز مفعول کے لیے لیکوریا اور بواسیر کا سبب ہے۔

عورت سے لواطت ایسا قبیح کام ہے، جو شرعاً ناجائز و حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضی کا باعث ہے، اس فعل کی قباحت کو بیان کرتے ہوئے شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی علامہ ابن القیم رحمہ اللہ (۶۹۱-۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا الدُّبُرُ فَلَمْ يَسَّحْ قَطُّ عَلَى لِسَانِ نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ، وَمَنْ نَسَبَ إِلَى بَعْضِ السَّلَفِ إِبَاحَةَ وَطْءِ الزَّوْجَةِ فِي دُبُرِهَا ، فَقَدْ غَلَطَ عَلَيْهِ .

”دبر میں وطی کرنا کسی نبی کی زبانی جائز قرار نہیں دیا گیا، جس شخص نے بعض سلف کی طرف بیوی کی دبر میں وطی کرنے کا جواز منسوب کیا ہے، اس نے غلط بیانی کی ہے۔“

(زاد المعاد لابن القیم: ۲۵۷/۴)

حافظ بغوی رحمہ اللہ (۴۳۶-۵۱۰ھ) لکھتے ہیں:

فَحَرَامٌ ، فَمَنْ فَعَلَهُ جَاهِلًا بِتَحْرِيمِهِ ، نَهَى عَنْهُ ، فَإِنْ عَادَ عَزَّرَ .
”بیوی کی دبر میں جماع کرنا حرام ہے، جو شخص اس کی حرمت سے جہالت کی بنا پر ایسا کرے، اسے روکا جائے گا، اگر دوبارہ کرے تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔“

(شرح السنة للبغوی: ۶/۹)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۱-۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا إِيْتَانِ النَّسَاءِ فِي الْأَدْبَارِ فَهُوَ اللَّوْطِيَّةُ الصَّغْرَى ، وَهُوَ حَرَامٌ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ إِلَّا قَوْمًا وَاحِدًا شَاذًا لِبَعْضِ السَّلَفِ ، وَقَدْ وَرَدَ فِي النَّهْيِ عَنْهُ أَحَادِيثٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .
”عورتوں کی دبر میں جماع کرنا قوم لوط کے عمل سے ملتا جلتا کام ہے، یہ باتفاقِ علما حرام ہے، سوائے ایک گروہ کے، جو کہ سلف صالحین سے الگ ہو گیا ہے، حالانکہ اس فعل سے ممانعت کے بارے میں کئی احادیث مروی ہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر: ۱۸۳/۳)

ابن نجيم حنفی (م ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں: استحلال اللواطہ بزوجتہ کفر عند الجمهور . ”اپنی بیوی سے دبر میں جماع کو حلال سمجھنا جمہور علما کے نزدیک

کفر ہے۔“ (الاشباه والنظائر لابن نجيم: ص ۱۹۱)

معزز قارئین! آپ کو بتاتے چلیں کہ یہ برا کام شیعہ مذہب میں جائز ہے، جیسا کہ خمینی صاحب لکھتے ہیں: والأقوى والأظهر جواز وطئ الزوجة مع الدبر على كراهية شديدة . ”قوی ترین اور رائج بات یہ ہے کہ شدید کراہت کے باوجود بیوی

کی دبر میں جماع کرنا جائز ہے۔“ (تحریر الوسيلة للخميني: ۲/۲۴۱، مسئلہ نمبر ۱۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

وطئ المرأة في دبرها حرام بالكتاب والسنة، وهو قول جماهير السلف والخلف، بل هو اللواطية الصغرى... ”عورت کی دبر میں جماع کرنا کتاب و سنت کی رو سے حرام ہے۔ جمہور سلف و خلف کا قول بھی یہی ہے، بلکہ یہ لواطت سے ملتا جلتا فعل بد ہے۔“ (مجموع الفتاوى لابن تيمية: ۳۲/۲۶۶-۲۶۷)

امام عطاء بن ابی رباح تابعی رحمہ اللہ سے عورتوں کو پشت سے استعمال کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: تلک کفر، ما بدأ قوم لوط إلا ذاک، أتو النساء في أديبارهنّ، ثم أتى الرجال الرجال . ”یہ کفریہ کام ہے۔ قوم لوط نے اسی فعل سے ابتدا کی تھی، پہلے وہ عورتوں کی دبر میں جماع کرتے تھے، پھر مرد، مردوں سے ایسا کام کرنے لگے۔“ (مساوی الاخلاق للخرائطي: ۴۲۵، وسندہ حسن)

امام طاووس بن کیسان تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رحمہ اللہ سے ایسے آدمی کے متعلق پوچھا گیا، جو اپنی بیوی سے لواطت کرتا ہے تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ذلک الکفر . ”یہ کفریہ کام ہے۔“

(السنن الكبرى للنسائي: ۹۰۰۴، وسندہ صحيح)

ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ سے ایسے انسان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **هذا يسائلني عن الكفر . ”یہ شخص مجھ سے کفر کے بارے میں**

پوچھتا ہے۔“ (مصنف عبد الرزاق: ۱۱/۴۴۲، ح: ۲۰۹۵۳، وسندہ صحیح)

نیز فرماتے ہیں: **انت حرثك من حيث نباته .**

”اپنی کھیتی (بیوی) سے اس جگہ پر جماع کر جہاں سے کچھ اُگ سکے۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: ۱۹۶/۷، وسندہ صحیح)

خود امام طاووس رضی اللہ عنہ سے ایسے انسان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”تلک کفرہ . ”یہ کفریہ کام ہے۔“

(السنن الكبرى للنسائي: ۹۰۰۶، وسندہ حسن)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **من أتى أدبار الرجال والنساء فقد**

كفر . ”جو آدمی مردوں اور عورتوں کی دبر میں جماع کرتا ہے، وہ کفریہ کام کرتا

ہے۔“ (السنن الكبرى للنسائي: ۹۰۲۱، وسندہ حسن)

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **وهل يفعل ذلك إلا كافر؟**

”کیا کافر کے علاوہ کوئی ایسا کام کر سکتا ہے؟“

(زوائد مسند الامام احمد: ۲/۲۱۰، وسندہ صحیح)

امام طاووس تابعی، امام سعید بن مسیب تابعی، امام مجاہد تابعی اور امام عطاء بن ابی رباح

تابعی رضی اللہ عنہم کے بارے میں روایت ہے: **أنهم كانوا ينكرون إتيان النساء في**

أدبارهنّ ويقولون: هو كفر . ”یہ تابعین رضی اللہ عنہم عورتوں کی دبر میں جماع

کرنے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ کفر ہے۔“ (سنن الدارمی: ۱۱۸۵، وسندہ حسن)

امام مکرمہ تابعی رضی اللہ عنہ، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

أنه كان يكره إتيان الرجل امرأته في دبرها ، ويعيبه عيبا شديدا .



”آپ ﷺ مرد کے عورت کی دبر میں جماع کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور اس کو سخت برا فعل کہتے تھے۔“ (مسند الدارمی: ۱۱۷۸، وسندہ صحیح)

امام مجاہد بن جبر تابعی رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (یقیناً اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں اور بہت پاک رہنے والوں کو پسند فرماتے ہیں) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”من أتى امرأته فبدرها، فليس من المتطهرين“. ”جو اپنی بیوی سے دبر میں جماع کرے، وہ پاکیزہ لوگوں میں سے نہیں ہے۔“ (السنن الكبرى للنسائی: ۹۰۲۲، تفسیر الطبری: ۳۹۵/۴، وسندہ حسن)

اجماع

① امام ابن عبد البر رحمہ اللہ (۳۶۸-۴۶۳ھ) فرماتے ہیں: وفی الإجماع هذا دليل على أنّ الدبر ليس موضع وطئ، لو كان موضع وطئ ما ردت من لا يوصل إلى وطنها في الفرج، وفي إجماعهم أيضا على العقيم التي لا تلد لا ترد... ”اس اجماع میں یہ دلیل موجود ہے کہ دبر جماع کرنے کی جگہ نہیں ہے، اگر یہ جماع کرنے کی جگہ ہوتی تو اس عورت کے نکاح کو ختم نہ کیا جاتا، جس کی فرج میں وطئ ممکن نہیں ہوتی، اسی طرح اجماع ہے کہ اس بانجھ عورت کا نکاح ختم نہیں کیا جائے گا، جو بچہ جننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔۔۔“ (الاستذکار لابن عبد البر: ۴۲۳/۵)

② حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱-۶۷۶ھ) لکھتے ہیں: واتَّفَق العلماء الذين يعتدّ بهم على تحريم وطئ المرأة في دبرها حائضا كانت أو طاهرا، لأحاديث كثيرة مشهورة. ”قابل اعتماد علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ عورت کی دبر میں جماع کرنا حرام ہے، خواہ وہ حیض کی حالت میں ہو یا طہر کی حالت میں۔ اس بارے میں بہت سی مشہور احادیث موجود ہیں۔“ (شرح صحيح مسلم: ۱/۴۳۳)

③ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۱-۷۷۴ھ) لکھتے ہیں: وأما إتيان

النساء في الأدبار فهو اللواطية الصغرى ، وهو حرام بإجماع العلماء إلا قوما واحدا شاذا لبعض السلف ، وقد ورد في النهي عنه أحاديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم . ”عورتوں کی دبر میں جماع کرنا قوم لوط کے عمل سے ملتا جلتا کام ہے ، یہ باتفاقِ علماء حرام ہے ، سوائے ایک گروہ کے ، جو کہ سلف صالحین سے الگ ہو گیا ہے ، حالانکہ اس فعل سے ممانعت کے بارے میں کئی احادیث مروی ہیں۔“

(تفسیر ابن کثیر: ۱۸۳/۳)

④ حافظ مناوی رحمہ اللہ (۹۵۲-۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں: وما ذكر من

أن الدبر حرام ، هو ما استقر عليه الحال ، وعليه الإجماع الآن في الجملة . ”دبر میں جماع کے حرام ہونے پر موجودہ زمانے میں اتفاق ہے اور اب فی الجملہ اس پر اجماع ہے۔“ (فيض القدير للمناوى: ۱۶۹/۵)

⑤ علامہ عینی حنفی (۷۲۲-۸۵۵ھ) لکھتے ہیں: وقد انعقد

الإجماع على تحريم إتيان المرأة في الدبر ، وإن كان فيه خلاف قديم ، فقد انقطع ، وكل من روى عنه إباحته ، فقد روى عنه إنكاره .

”عورتوں کی دبر میں جماع کے حرام ہونے پر اجماع ہو چکا ہے ، اگرچہ اس میں پرانا اختلاف تھا ، لیکن وہ ختم ہو گیا ہے۔ جس شخص سے بھی اس کی اباحت مروی ہے ، اس سے اس کا انکار بھی مروی ہے۔“ (البنایة فی شرح الهدایة للعینی: ۲۵۵/۶)

⑥ جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب (م ۱۳۵۲ھ) لکھتے ہیں:

الإيلاج في الدبر ، وهو حرام بإجماع الأمة ، لا يشذ عنهم شاذ . ”دبر میں جماع کرنے کے حرام ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ ان سے کسی اختلاف

کرنے والے نے اختلاف نہیں کیا۔“ (العرف الشذی: ۱/۳)

بہت سارے اہل علم نے اس برے کام کو حرام قرار دیا ہے، جیسا کحافظ ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی رحمہ اللہ (۵۷۸-۶۵۶ھ) لکھتے ہیں:

وجمہور السلف والعلماء وأئمة الفتوى على تحريم ذلك .

”جمہور سلف، علمائے کرام اور مفتی ائمہ اس کو حرام قرار دیتے ہیں۔“

(الفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم: ۱۵۷/۶)

امام مالک رحمہ اللہ (۹۳-۱۷۹ھ) فرماتے ہیں: ما علمته حرام .

”میرے علم کے مطابق یہ حرام ہے۔“ (السنن الکبریٰ للنسائی: ۸۹۸۰، وسندہ صحیح)

اس کے خلاف کچھ ثابت نہیں۔

مشہور مفسر علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۰۰-۶۷۱ھ) لکھتے ہیں: وهذا هو الحق

المتبع ، والصحيح في المسألة . ”یہی وہ حق ہے، جس کی پیروی ضروری

ہے اور اس بارے میں صحیح بات یہی ہے۔“ (تفسیر القرطبی: ۹۱/۳)

عورت کی دبر استعمال کرنے کو حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳-۷۴۸ھ) اور ابن حجر مثنیٰ

(۹۰۹-۹۷۴ھ) نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ حافظ مناوی (۹۵۲-۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں:

والنهي للتحريم ، بل هو كبيرة . ”یہ ممانعت حرمت کے لیے ہے، بلکہ

یہ کبیرہ گناہ ہے۔“ (فیض القدير للمناوی: ۳۵۷/۴)

اس گناہ کے خلاف حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۰۸-۵۹۷ھ) نے تحريم المحل

المكروه اور حافظ ابوالعباس القرطبی رحمہ اللہ (۵۷۸-۶۵۶ھ) نے إظهار إدمار من أجاز

الوطئ في الأدبار نامی کتابیں لکھی ہیں اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ایک جزء لکھا ہے۔

قرآنی دلائل

دلیل نمبر ①: اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ (البقرة: ٢٢٢)

”پس جب عورتیں (حیض سے) پاک ہو جائیں تو ان سے اس طرح جماع کرو، جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے۔“

اس آیت کریمہ کا مفہوم واضح کرتے ہوئے اور اس فعلِ بد کی بیس کے قریب قباحتیں بیان کرتے ہوئے حافظ ابن القیم رحمہ اللہ (٦٩١-٧٥١ھ) لکھتے ہیں: وقد دلّت

الآية على تحريم الوطء في دبرها من وجهين: أحدهما أنه أباح إتيانها في الحرث، وهو موضع الولد لا في الحش الذي هو موضع الأذى، وموضع الحرث هو المراد من قوله ﴿مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ (البقرة: ٢٢٢) الآية، قال: ﴿فَأَتُوا حَرْثَكُمْ أَنِّي شَتَمْتُ﴾ (البقرة: ٢٢٣)، وإتيانها في قبلها من دبرها مستفاد من الآية أيضا، لأنه قال: أَنِّي شَتَمْتُ، أي من أين شَتَمْتُ من أمام أو من خلف، قال ابن عباس: فَأَتُوا حَرْثَكُمْ، يعني الفرج، وإذا كان الله حَرَّمَ الوطء في الفرج لأجل الأذى العارض، فما الظنُّ بالحش الذي هو محلُّ الأذى اللازم مع زيادة المفسدة بالتعرض لانقطاع النسل والذريعة القريبة جداً من أدبار النساء إلى أدبار الصبيان.

وأيضاً: فللمرأة حقٌّ على الزوج في الوطء، ووطؤها في دبرها يفوّت حقّها، ولا يقضى وطرها، ولا يُحصّل مقصودها، وأيضاً: فإن الدبر لم يتهيأ لهذا العمل، ولم يخلق له، وإنّما الذي هيء له الفرج، فالعادلون عنه إلى الدُّبُر خارجون عن حكمة الله وشرعه جميعاً، وأيضاً: فإن ذلك مضرٌّ بالرجل، ولهذا ينهى عنه عقلاء الأطباء من الفلاسفة وغيرهم، لأنَّ للفرج خاصيّة في اجتذاب الماء المحتقن وراحة الرجل منه والوطء في الدُّبُر لا يعين على اجتذاب جميع الماء، ولا يخرج كلّ المحتقن لمخالفته للأمر الطبيعي،

وأيضاً: يضرّ من وجه آخر، وهو إحواله إلى حركات متعبة جداً لمخالفته للطبيعة، وأيضاً: فإنه محلّ القدر والنَّجْو، فيستقبله الرَّجُل بوجهه، ويُلبسه، وأيضاً: فإنه يضرُّ بالمرأة جداً، لأنه واردٌ غريب بعيدٌ عن الطباع، مُنافر لها غاية المنافرة، وأيضاً، فإنه يُحدثُ الهمَّ والغمَّ، والنفرة عن الفاعل والمفعول، وأيضاً، فإنه يُسوِّدُ الوجه، ويظلم الصدر، ويطمس نور القلب، ويكسو الوجه وحشةً تصير عليه كالسِّمَاء يعرفها مَنْ له أدنى فِراسة، وأيضاً: فإنه يُوجب النفرة والتباغض الشديد، والتقاطع بين الفاعل والمفعول، ولا بُدَّ، وأيضاً: فإنه يُفسد حال الفاعل والمفعول فساداً لا يكاد يُرجى بعده صلاح، إلا أن يشاءَ اللهَ بالتوبة النصوح، وأيضاً: فإنه يُذهبُ بالمحاسن منهما، ويكسوهما ضِدَّها، كما يُذهبُ بالمودَّة بينهما، ويُبدلهما بها تباغضاً وتلاغناً، وأيضاً: فإنه من أكبر أسباب زوال النعم، وحلول النقم، فإنه يوجب اللعنة والمقت من الله، وإعراضه عن فاعله، وعدم نظره إليه، فأى خير يرجوه بعد هذا، وأى شر يأمنه، وكيف حياة عبد قد حلَّت عليه لعنة الله ومقتته، وأعرض عنه بوجهه، ولم ينظر إليه، وأيضاً: فإنه يُذهبُ بالحياءِ جملةً، والحياءُ هو حياة القلوب، فإذا فقدها القلبُ، استحسن القبيح، واستقبح الحسن، وحينئذٍ فقد استحكَم فساده، وأيضاً: فإنه يُحيل الطباعَ عما رَكَّبها الله، ويُخرج الإنسانَ عن طبعه إلى طبع لم يُركَّب الله عليه شيئاً من الحيوان، بل هو طبع منكوس، وإذا نُكسَ الطبعُ انتكس القلب، والعمل، والهدى، فيستطيع حينئذٍ الخبيث من الأعمال والهيئات، ويفسد حاله وعمله وكلامه بغير اختياره.

وأيضاً: فإنه يُورث من الوقاحة والجُرأة ما لا يُورثه سواه، وأيضاً: فإنه يُورث من المهانة والسّفال والحقارة ما لا يُورثه غيره، وأيضاً: فإنه يكسو



العبد من حلة المقت والبغضاء ، وازدراء الناس له ، واحتقارهم إياه ، واستصغارهم له ما هو مشاهدٌ بالحسّ ، فصلاة الله وسلامه على من سعادة الدنيا والآخرة في هديهِ واتباع ما جاء به ، وهلاك الدنيا والآخرة في مخالفة هديهِ وما جاء به .

”اس آیت نے دو طرح سے عورت کی دبر میں جماع سے ممانعت پر دلالت کی ہے، ایک تو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی کھیتی میں جماع کو جائز قرار دیا ہے اور کھیتی کی جگہ بچہ پیدا ہونے کی جگہ ہے، نہ کہ وہ سوراخ جو کہ گندگی کی جگہ ہے اور فرمان باری تعالیٰ: ﴿مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ (البقرة: ۲۲۲) (جہاں سے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے) سے مراد یہی کھیتی والی جگہ ہی ہے، نیز فرمایا: ﴿فَاتَّوُوا حَرْثَكُمْ أَنِّي شِئْتُمْ﴾ (البقرة: ۲۲۳) (تم اپنی کھیتی کو جہاں سے چاہو، آؤ)، اس آیت سے عورت کے پچھلی جانب سے اس کی اگلی شرمگاہ میں جماع کرنے کی بھی دلیل نکلتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تم جہاں سے چاہو، جماع کرو، یعنی آگے سے یا پیچھے سے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کھیتی سے مراد اگلی شرمگاہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عارضی طور پر لاحق ہونے والی گندگی (حیض) کی وجہ سے اگلی شرمگاہ میں جماع کو حرام قرار دیا ہے تو اس سوراخ کے بارے میں کیا خیال ہے، جو مستقل طور پر گندگی کی جگہ ہے، ساتھ ساتھ اس میں جماع کے اور بھی مفاسد ہیں، ان میں ایک انقطاع نسل ہے اور دوسرا یہ کہ عورتوں کی پشتوں میں جماع کرنا بچوں کی پشتوں میں جماع (لواطت) کا بڑا سبب ہے۔

اسی طرح جماع میں عورت کا بھی مرد پر حق ہوتا ہے، جو کہ دبر میں جماع کرنے سے ادا نہیں ہوتا اور عورت کی خواہش پوری نہیں ہوتی اور اس کا مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح دبر اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئی، بلکہ اس کام کے لیے فرج بنائی گئی ہے، چنانچہ اس کو چھوڑ کر دبر کی طرف جانے والے اللہ تعالیٰ کی حکمت اور شریعت سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ یہ مرد کے لیے بھی نقصان دہ ہے، اسی لیے عقل مند اطباء اور فلاسفہ وغیرہم اس کام سے منع کرتے ہیں، کیونکہ

فرج میں بہنے والے پانی کو جذب کرنے اور مرد کو راحت دینے کی صلاحیت ہوتی ہے، جبکہ دبر میں جماع کرنا پانی کو جذب کرنے پر مدد نہیں دیتا اور طبعی امر کی مخالفت کی وجہ سے پانی مکمل طور پر خارج نہیں ہوتا۔ ایک اور طرح سے بھی یہ نقصان دہ ہے کہ اس میں طبع کے خلاف حرکات کرنا پڑتی ہیں، جو کہ تھکا دینے والی ہوتی ہیں۔ اسی طرح دبر گندگی اور نجاست کی جگہ ہوتی ہے، اس کی طرف آدمی متوجہ ہوتا اور اس کو استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح یہ عورت کے لیے بھی سخت نقصان دہ ہے، کیونکہ یہ طبع کے بہت خلاف اور منافرت والا کام ہے۔ اسی طرح یہ کام غم و دکھ اور فاعل و مفعول سے نفرت کا باعث بنتا ہے۔ یہ کام چہرے کو سیاہ کرتا اور سینے کو اندھیرا کرتا اور دل کا نور ختم کرتا ہے۔ اس سے چہرے پر سراسیمگی چھا جاتی ہے اور وہ واضح نشانی بن جاتی ہے، جسے ادنیٰ سی فراست والا شخص بھی پہچان جاتا ہے۔ اسی طرح یہ کام ضروری طور پر فاعل و مفعول کے درمیان نفرت، سخت عداوت اور قطع تعلقی کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح یہ کام فاعل اور مفعول کی حالت اتنی خراب کر دیتا ہے کہ اس کی اصلاح ممکن نہیں رہتی، الا یہ کہ سچی توبہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہو جائے۔ اسی طرح یہ کام فاعل و مفعول دونوں سے خوبصورتی کو ختم کر دیتا ہے اور انہیں بد صورت بنا دیتا ہے، جیسا کہ ان کی باہم محبت نفرت و عداوت میں بدل جاتی ہے۔ اسی طرح یہ کام نعمتوں کے چھن جانے اور مصیبتوں کے چھا جانے کا بڑا سبب ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی لعنت، اس کی ناراضی، اس کے اعراض اور بنظر رحمت نہ دیکھنے کا سبب بنتا ہے۔ اس کے بعد ایسا شخص کس خیر کی امید کرے گا اور کس شر سے محفوظ ہو سکے گا، جس شخص پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت ہو، وہ اس سے اعراض کر لے اور اس کو بنظر رحمت نہ دیکھے، اس کی زندگی کیسی ہوگی؟ اسی طرح یہ کام حیا کو مکمل طور پر ختم کر دیتا ہے اور حیا ہی دلوں کی حیات ہے، جب دل اسے گم کر بیٹھے تو غلط کو درست اور درست کو غلط سمجھنے لگتا ہے، اس وقت خرابی اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے۔

اسی طرح یہ کام طبیعتوں کو اس طریقے سے پھیر دیتا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کی ہے۔ یہ الٹی طبع ہے اور جب طبع الٹ جائے تو دل اور طور طریقہ بھی الٹ جاتا ہے۔ تب وہ

برے اعمال و حالات کو اچھا سمجھ بیٹھتا ہے اور اس کی حالت، عمل اور کلام بلا اختیار خراب ہو جاتی ہے۔ نیز یہ کام ایسی بے غیرتی اور جرأت پیدا کرتا ہے، جو کسی اور کام سے پیدا نہیں ہوتی۔ نیز اس سے وہ رسوائی، ذلت اور تحقارت پیدا ہوتی ہے، جو کسی اور کام سے نہیں ہوتی۔ نیز یہ بندے کو غصے اور کینے کا لباس پہنا دیتی ہے اور لوگ اس کو ذلیل و حقیر سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ مشاہداتی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نبی پر درود و سلام کرے، جس کی اتباع و پیروی میں دنیا و آخرت کی سعادت ہے اور جس کی مخالفت و نافرمانی میں دنیا و آخرت کی بربادی ہے۔“

(زاد المعاد لابن القيم: ۲۵۷/۴)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”توتی مقبلة ومدبرة فی الفرج .“ اگلی اور پچھلی دونوں جانبوں سے فرج میں ہی جماع کیا جائے گا۔“ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۹۷/۷، وسندہ صحیح)

اس آیت کی تفسیر میں امام مجاہد بن جبر تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”من أتى امرأته فی دبرها فهو من المرأة مثله من الرجل ، ثم تلا ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَىٰ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ أن تعتزلوهن فی المحيض الفرج ، ثم تلا ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأَتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ قائمة وقاعدة ومقبلة ومدبرة فی الفرج .“

”جس آدمی نے اپنی بیوی کی دبر میں جماع کیا، تو اس کا یہ فعل مرد کے ساتھ ایسا کرنے کی طرح ہے، پھر انہوں نے یہ آیت کریمہ پڑھی: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَىٰ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ (اے نبی! وہ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ وہ گندگی ہے، لہذا تم حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو، ان کے قریب نہ جاؤ

حتی کہ وہ پاک ہو جائیں، جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں تو اس طرح ان سے جماع کرو، جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے)، یعنی تم حیض کے دنوں میں عورتوں کی اگلی شرمگاہ سے دور رہو، پھر انہوں نے یہ فرمان باری تعالیٰ پڑھا: ﴿نَسَآؤْكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاتُوا حَرْثَكُمْ اَنْسِیْ سِتْنُمْ﴾ (تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں، تم اپنی کھیتی کو جس طرح چاہو، آؤ)، یعنی عورت کھڑی ہو، بیٹھی ہو، منہ مرد کی طرف کیے ہوئے ہو یا پشت مرد کی طرف کیے ہوئے ہو، جماع اگلی شرمگاہ میں ہی کرنا ہے۔ (مسند الدارمی: ۱۱۷۵، وسندہ صحیح)

نیز فرماتے ہیں: من حیث أمرکم اللہ أن تعتزلوہن فی المحیض .
 ”(وہاں جماع کرو) جہاں سے تمہیں حیض کے ایام میں اللہ تعالیٰ نے روکا تھا۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۳۲/۴، وسندہ صحیح)

عکرمہ رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: من حیث أمرکم أن تعتزلوا . ”جہاں سے دور رہنے کا اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا تھا (اسی اگلی شرمگاہ میں جماع کرو)۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۳۲/۴، وسندہ صحیح)

ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: فی الفرج . ”اس سے مراد اگلی شرمگاہ میں جماع کرنا ہے۔“ (مسند الدارمی: ۱۱۷۴، وسندہ صحیح)

ابورزین الاسدی کہتے ہیں: من قبل الطھر . ”اس سے مراد طہر میں جماع کرنا ہے۔“ (تفسیر الطبری: ۳۹۱/۴، وسندہ صحیح)

امام قتادہ تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وطوہن غیر حیض . ”حیض کی حالت کے علاوہ جماع کرنا اس سے مراد ہے۔“ (تفسیر عبد الرزاق: ۳۳۹/۱، وسندہ صحیح)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: وفيہ دلالة حینئذ علی تحريم الوطء فی الدبر . ”اس آیت کریمہ میں دبر میں جماع کی حرمت پر

دلالت موجود ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر: ۵۲۳/۱)

دلیل نمبر ۲ :

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ (البقرة: ۲۲۳)

”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، تم اپنی کھیتوں کو جیسے چاہو، آؤ۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قالت اليهود: إنما يكون

الحول إذا أتى الرجل امرأته من خلفها، فأنزل الله: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ

فَاتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ (البقرة: ۲۲۳)، من قدامها، ومن خلفها، ولا يأتيها إلا

في المأمن. ”یہودی کہتے تھے کہ جب آدمی اپنی بیوی سے جماع اس کے پچھلی جانب

سے کرے تو اسی صورت میں بچہ بھینکا پیدا ہوتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی، یعنی

مرد، عورت سے اگلی جانب سے اور پچھلی جانب سے جماع کر سکتا ہے، لیکن جماع صرف اگلی

شرمگاہ میں کرے۔“ (صحیح ابن حبان: ۶۱۹۷، وسندہ صحیح)

(نیز دیکھیں صحیح مسلم: ۱۴۳۵)

عکرمہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: إنما هو الفرج .

”اس سے مراد اگلی شرمگاہ ہی ہے۔“ (مسند الدارمی: ۱۱۶۴، وسندہ صحیح)

نیز فرماتے ہیں: يأتيها كيف شاء، قائم وقاعد وعلى كل حال،

يأتيها ما لم يكن في دبرها. ”مرد اپنی عورت سے جیسے چاہے، کھڑے، بیٹھے اور

ہر حالت میں جماع کر سکتا ہے، لیکن اس کی دبر میں نہیں۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۲۸/۴، وسندہ صحیح)

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: كانت اليهود لا تألوا ما شددت على

المسلمين، كانوا يقولون: يا أصحاب محمد! إنه والله ما يحل لكم أن تأتوا

نساءكم إلا من وجه واحد. ”یہودی مسلمانوں کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ



سے نہ جانے دیتے تھے، وہ کہتے تھے کہ اے محمد (ﷺ) کے ساتھیو! اللہ کی قسم تمہارے لیے عورتوں سے جماع کی صرف ایک ہی صورت جائز ہے۔“

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی تو : فخلّى الله بين المؤمنين وبين حاجتهم . ”اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں اور ان کی ضرورت کے درمیان سے آڑ ختم

کر دی۔“ (مسند الدارمی : ۱۱۶۵، وسندہ صحیح)

یہودیوں کا کہنا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کے پیچھے سے اس کا اگلا حصہ استعمال کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنے نظریے کے مطابق صحابہ کرام کو طعن دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر یہودیوں کا رد کر دیا کہ جیسے چاہو اپنی بیویوں کے پاس آؤ، لیکن اس حصہ کو استعمال کرنا ہے، جس سے بچے کی ولادت ہوتی ہے۔

اس آیت کی یہی تفسیر مرہ بن شراحیل الہمدانی نے بیان کی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ : ۲۳۰/۴، وسندہ صحیح)

امام شحاک بن مزاحم رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”وہ عورتیں پاک ہوں، حیض کی حالت میں نہ ہوں۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ : ۲۲۹/۴، وسندہ صحیح)

محمد بن کعب القرظی تابعی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں کہا کرتے تھے :

انثھا مضجعة وقائمة ومنحرفة ومقبلة ومدبرة كيف شئت إذا في قبلها .

”تو اپنی بیوی سے جیسے چاہے جماع کر اس حال میں کہ وہ لیٹی ہوئی ہو، کھڑی ہوئی ہو،

ٹیڑھی ہو، منہ تیری طرف کیے ہوئے ہو یا پیٹھ تیری طرف کیے ہوئے ہو، بشرطیکہ جماع اس کی اگلی

شرمگاہ میں کرے۔“ (تفسیر الطبری : ۳۹۸/۴، وسندہ حسن)

اسلمعیل بن عبد الرحمن السدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

انت حرثك كيف شئت من قبلها ، ولا تأتھا فی دبرھا ، انی شئتم ، قال

: کیف شئتم . ”تو اپنی کھیتی کو جیسے چاہے، آ، یعنی اگلی شرمگاہ میں جماع کر، دبر میں جماع نہ کر، فرمانِ باری تعالیٰ اَنْی شئْتُمْ سے مراد ہے کہ جیسے چاہو (اگلی شرمگاہ میں جماع کرو)۔“ (تفسیر الطبری: ۳۹۸/۴، وسندہ حسن)

سنی مفسر امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی تعالیٰ ذکرہ بذلک : نساء کم مزدرع اولادکم ، فأتوا مزدرعکم کیف شئتم ، وأین شئتم . ”اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ عورتیں تمہارے بچوں (کی پیدا ہونے) کی کھیتیاں ہیں، تم اپنی کھیتوں (اگلی شرمگاہ میں) کو جیسے چاہو، جہاں چاہو جماع کرو۔“

(تفسیر الطبری: ۳۹۸/۴)

اسمعیل بن عبدالرحمن السدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”أما الحرث ، یعنی مزرعہ ، یحرث فیہا . ”کھیتی سے مراد اس کی بیج بونے کی جگہ سے، جس میں وہ بل چلاتا ہے۔“ (تفسیر الطبری: ۳۹۸/۴، وسندہ حسن)

حدیثی دلائل

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۲۳۸-۳۲۱ھ) لکھتے ہیں: فلما تواترت هذه الآثار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالنهي عن وطء المرأة في دبرها ، ثم جاء عن أصحابه وعن تابعيهم ما يوافق ذلك وجب القول به وترك ما يخالفه . ”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت کی دبر میں جماع سے ممانعت پر یہ احادیث متواتر ہیں، پھر آپ کے صحابہ کرام اور تابعین کرام سے اسی کے مطابق روایات مروی ہیں تو اس (دبر میں جماع کی حرمت) کے قائل ہونا اور اس کے خلاف قول کو چھوڑنا واجب ہے۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوی: ۴۶/۳)

محمد بن جعفر الکتانی رحمہ اللہ (۱۲۷-۱۳۲۵ھ) نے بھی ان احادیث کو ”متواتر“ قرار دیا



ہے۔ (نظم المتناثر من الحديث المتواتر للكتانی : ۱۴۹)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳-۷۴۸ھ) لکھتے ہیں: **قد تیقنّا بطریق لا محید**
عہا نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن أدبار النساء وجزمنّا بتحريمه، ولی فی
ذلک مصنف کبیر۔ ”ہم نے ایسے طریقے (تواتر) سے یقین کیا ہے، جس سے
کوئی مفسر نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی بچھلی شرمگاہوں میں جماع کرنے سے منع فرمایا ہے
اور ہم نے اس کو بالجزم حرام قرار دیا ہے۔ اس بارے میں میری ایک ضخیم تصنیف بھی ہے۔“
(سیر اعلام النبلاء للذہبی : ۱۴/۱۲۸)

حدیث نمبر ① : سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

انّ اليهود قالوا للمسلمين : من أتى امرأته وهي مدبرة جاء ولدها أحول ،
فأنزل الله عزّ وجلّ : ﴿ نَسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ﴾ (البقرة :
۲۲۳) ، فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم : مقبلة ومدبرة ما كان في الفرج .
”یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا کہ جو آدمی اپنی بیوی سے جماع اس حالت میں کرے کہ
وہ اس کی پشت کیے ہوئے ہو تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:
﴿ نَسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ﴾ (البقرة : ۲۲۳) (تمہاری عورتیں
تمہاری کھیتیاں ہیں، تم اپنی کھیتی کو جیسے چاہو آؤ)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، عورت تمہاری طرف
منہ کیے ہوئے ہو یا پشت جماع جائز ہے، بشرطیکہ اگلی شرمگاہ میں ہو۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوی : ۴۱/۳، وسندہ صحیح)

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: **ففى توقیف النبی**
صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک علی الفرج إعلام منه إیّاهم أنّ الدبر بخلاف ذلک .
”نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو اگلی شرمگاہ پر موقوف کر دیا ہے، اس میں ان کو یہ بتا دیا ہے



کہ کچھلی شرمگاہ اس کے خلاف (حرام) ہے۔“ (شرح معانی الآثار للطحاوی: ۴۱/۳)

حدیث نمبر ۲: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **ہی اللوطیۃ الصغریٰ** .

”یہ لواطت سے ملتا جلتا کام ہے۔“ (زوائد مسند الامام احمد: ۲/۲۱۰، وسندہ صحیح)

اس کے راوی عمرو بن شعیب کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اسے جمہور نے ثقہ قرار دیا ہے۔“

(تہذیب التہذیب لابن حجر: ۳۶/۷)

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ والی سند کے بارے میں علمائے کرام کی تحقیق ملاحظہ ہو:

① امام حاکم رحمہ اللہ (۳۱-۴۰۵ھ) ایک دوسری روایت کے بارے فرماتے ہیں:

هذا حديث ثقات رواه حقاظ ، وهو كالأخذ باليد في صحّة سماع

شعیب بن محمد عن جدہ عبد اللہ بن عمرو . ”یہ ثقہ راویوں کی بیان کردہ

حدیث ہے، اس کے سارے راوی مضبوط حافظے والے ہیں۔ شعیب بن محمد کے اپنے دادا سیدنا

عبداللہ بن عمرو سے سماع صحیح ہونے کے بارے میں یہ روایت ایسے ہے، جیسے وہ (شعیب) اپنے

ہاتھ کے ساتھ (اپنے دادا کو) پکڑنے والے ہیں۔“ (المستدرک للحاکم: ۲/۶۵)

(نیز دیکھیں: السنن الکبریٰ للبیہقی: ۷/۳۱۸-۳۱۹)

حافظ نووی رحمہ اللہ (۲۳۱-۶۷۶ھ) لکھتے ہیں: **وأنكر بعضهم سماع**

شعیب عن جدہ عبد اللہ بن عمرو ... هذا إنكار ضعيف ، وأثبت الدارقطني

وغیره من الأئمة سماع شعیب من عبد اللہ ، الصحيح المختار الاحتجاج به

عن أبيه عن جدہ كما قال الأکثرون . ”بعض محدثین نے شعیب کے اپنے

دادا سیدنا عبداللہ بن عمرو سے سماع کا انکار کیا ہے، لیکن یہ انکار بہت کمزور ہے۔ امام دارقطنی اور

دوسرے ائمہ کرام نے شعیب کے سیدنا عبداللہ بن عمرو سے سماع کو ثابت کیا ہے۔ صحیح اور مختار بات یہ ہے کہ اس سند سے حجت لی جائے گی، جیسا کہ جمہور محدثین نے فرمایا ہے۔“

(تہذیب الاسماء واللغات للنووی: ۲۹/۲-۳۰)

حافظ منذری رحمہ اللہ (۵۸۱-۶۵۶ھ) لکھتے ہیں: والجمہور علی توثیقہ
وعلی الاحتجاج بروایتہ عن أبیہ عن جدّہ .
”جمہور کے نزدیک شعیب ثقہ
ہیں اور ان کی عن ابیہ عن جدہ والی روایت قابل حجت ہے۔“

(الترغیب والترہیب للمندری: ۴/۴۹۵)

حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ (۷۲۳-۸۰۴ھ) لکھتے ہیں: احتج به الأكثرون .
”اکثر محدثین نے اس سند سے حجت لی ہے۔“ (البدر المنیر لابن الملقن: ۱/۲۶۸)

حدیث نمبر ۳: عبدالرحمن بن سابط کہتے ہیں:

سألت حفصة بنت عبد الرحمن هو ابن أبي بكر ، قلت لها : إني أريد أن
أسألك عن شيء ، وأنا أستحيي أن أسألك عنه ، قالت : سل يا ابن أخي عما
بدا لك ، قال : أسألك عن إتيان النساء في أدبارهنّ ، فقالت : حدّثني أمّ
سلمة : قالت : كانت الأنصار لا تجبّی وكانت المهاجرون تجبّی ، فتزوج
رجل من المهاجرين امرأة من الأنصار ، فجبّاها ، فأبت الأنصاريّة ، فأتت أمّ
سلمة ، فذكرت لها ، فلمّا أن جاء النبي صلّى الله عليه وسلّم استحيت
الأنصاريّة وخرجت ، فذكرت ذلك أمّ سلمة للنبي صلّى الله عليه وسلّم ،
فقال : ادعوها لي ، فدعيت له ، فقال لها ﴿ نَسَاؤُكُمْ حَرْتُ لَكُمْ فَأَتُوا حَرَّتْكُمْ
أَنِي شَتَمْتُ ﴾ ، صاماما واحدا ، والصمام السبيل الواحد .

”میں نے حفصہ بنت عبدالرحمن سے سوال کیا، یہ عبدالرحمن سیدنا ابوبکر کے بیٹے ہیں،

میں نے ان سے عرض کی کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، لیکن مجھے شرم آتی ہے۔ انہوں نے فرمایا، اے بھتیجے! جو چاہے پوچھو، میں نے ان سے کہا، میں آپ سے عورتوں کی دبر میں جماع کرنے کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، انہوں نے فرمایا، مجھے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انصار اپنی عورتوں کو اوندھا کر کے ان سے جماع نہیں کرتے تھے، جبکہ مہاجرین ایسا کرتے تھے۔ ایک مہاجر آدمی نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا اور اس سے جماع کرنے کے لیے اوندھا ہونے کا مطالبہ کیا تو اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور یہ واقعہ ذکر کیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انصاری عورت شرم کے مارے باہر چلی گئی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے میرے پاس بلاؤ، اسے بلایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ اس کو سنائی: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثُ لَكُمْ فَاتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ اور فرمایا، صمام (جماع کرنے والی شرمگاہ) ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی راستہ ہے۔“ (مسند الدارمی: ۱۱۵۹، مسند الامام احمد: ۳۰۵/۶، تفسیر الطبری: ۹۲/۲)

وسندہ حسن

امام دارمی رحمہ اللہ (۱۸۱-۲۲۵ھ) فرماتے ہیں: والصمام: السيل الواحد. ”صمام ایک ہی راستہ ہے۔“

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۲۳۸-۳۲۱ھ) لکھتے ہیں: صماما واحد، فذلک دليل أن حکم ضد ذلك الصمام بخلاف حکم ذلك الصمام، ولولا ذلك لما كان لقوله صماما واحد معنى. ”صمام ایک ہی ہے، یہ الفاظ نبوی اس بات کی دلیل ہیں کہ اس صمام کے علاوہ کا حکم اس کے خلاف (حرمت والا) ہے، اگر ایسا نہ ہو تو ان نبوی الفاظ کا کوئی معنی نہیں رہتا۔“ (شرح معانی الآثار للطحاوی: ۴۳/۳)

فائدہ: حافظ بغوی رحمہ اللہ (۳۳۶-۵۱۰ھ) لکھتے ہیں:

تَفَقُّ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّهُ يَجُوزُ لِلرَّجُلِ إِتْيَانُ زَوْجَتِهِ فِي قَبْلِهَا مِنْ جَانِبِ دُبْرِهَا وَعَلَى أَى صِفَةِ شَاءَ . ”علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ خاندانِ نبوی کی اگلی شرمگاہ میں جماع پچھلی جانب سے کر سکتا ہے، اس کے علاوہ جو بھی طریقہ چاہے استعمال کر سکتا ہے۔“ (شرح السنة للبغوی: ۱۰۶/۹)

حدیث نمبر ۴ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى رَجُلٍ جَامِعٍ امْرَأَتَهُ فِي دُبْرِهَا . ”اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف (بظنِ رحمت) نہیں دیکھتے، جو اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرتا ہے۔“ (سنن ابن ماجہ: ۱۹۲۳، شرح معانی الآثار للطحاوی: ۴۴/۳، وسندہ حسن)

اس حدیث کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ . ”یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے۔“ (مسائل الامام احمد واسحاق: ۳۵۳۱)

بوصیری کہتے ہیں: هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ ، رِجَالُهُ ثِقَاتٌ . ”یہ سند صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔“ (مصابح الزجاجة: ۹۷/۲) اس کے راوی الحارث بن مخلد کو امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الثقات (۴۶/۴) میں ذکر کیا ہے۔

امام ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے صحیح ابی عوانہ (۳۴۸۰) میں روایت ذکر کی ہے۔ یہ توثیق ہے۔ اس کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: يَعَدُّ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ . ”اس کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے۔“ (التاریخ الكبير للبخاری: ۱۹/۲)

عبدان الاہوازی اور ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”صدوق“ کہا ہے۔ (الکاشف للذہبی: ۱۹۷/۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معروف بصحبة أبي هريرة .

”یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگرد ہیں۔“ (الاصابة لابن حجر: ۱۷۲/۳)

لہذا امام بزار رحمہ اللہ کا اسے ”دلیس بمشہور“، حافظ ابن القطان رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا اسے ”مجهول الحال“ کہنا مضرب نہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ راوی بلا شک وشبہ ”حسن الحدیث“ ہے۔

جامع معمر بن راشد (۲۰۹۵۲) کے الفاظ یہ ہیں: **إِنَّ الذی یأتی امرأۃ فی دبرها لا ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ .** ”جو شخص کسی عورت سے دبر میں جماع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن (نظر رحمت سے) نہیں دیکھیں گے۔“

حدیث نمبر ۵: سیدنا علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لا تأتوا النساء فی أدمبارهنّ ، فإنّ اللہ لا یستحیی من الحقّ .** ”تم اپنی عورتوں سے ان کی پشتوں میں جماع نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا۔“ (مسند الامام احمد: ۲۴۲۵۱، مسند الدارمی: ۱۱۸۱، سنن الترمذی:

۱۱۶۴، وسندہ حسنٌ، والحديث صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۱۹۹) نے ”صحیح“ کہا ہے۔ اس کا راوی مسلم بن سلام الحنفی ”حسن الحدیث“ ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **یروی عنه .** ”اس سے روایت لی جائے گی۔“ (العلل ومعرفة الرجال: ۳۳۹۰)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی الثقات (۱۲۵/۴) میں ذکر کیا ہے۔ امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (الثقات لابن شاہین: ۱۳۹۱)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کی حدیث کو ”حسن“ کہا ہے۔ یہ بھی توثیق ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **وثقّ .** ”اس کی توثیق کی گئی ہے۔“ (الکاشف: ۱۲۴/۳)

لہذا ایسے راوی کی روایت ”حسن“ درجہ سے کم نہیں ہوتی۔

حدیث نمبر ⑥ : سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

جاء عمر بن الخطاب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال : هلك ، قال : وما أهلكك ؟ قال : حوّلت رحلى الليلة ، قال : فلم يردّ عليه شيئا ، فأوحى الله إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية : ﴿ نِسَاؤُكُمْ حَرْثُ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ﴾ ، يقول : أقبل وأدبر ، واتقِ الدبر والحیضة .

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ، میں ہلاک ہو گیا ، آپ ﷺ نے فرمایا ، کس چیز نے آپ کو ہلاک کر دیا؟ عرض کیا میں نے آج رات اپنا کجاوہ الٹ دیا (اپنی بیوی کو الٹا کر اگلی شرمگاہ میں جماع کیا) ، آپ ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا ، پھر اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی طرف یہ آیت وحی کی : ﴿ نِسَاؤُكُمْ حَرْثُ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ﴾ (تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں ، تم اپنی کھیتی کو جس طرح چاہو ، آؤ) ، یعنی آگے سے جماع کرو یا پیچھے سے ، ہاں دبر سے اور حیض سے بچو۔“ (مسند الامام احمد : ۱/۲۹۷ ، سنن الترمذی : ۲۹۸۰ ، وسندہ حسن)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“ ، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۲۰۲) اور امام الضیاء المقدسی (المختارۃ : ۱۰/۱۰۰) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری : ۸/۱۹۱) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

اس کے راوی یعقوب بن عبداللہ القمی اور جعفر بن ابی الغیرہ دونوں جمہور کے نزدیک ”ثقة“ ہیں۔ ان شاء اللہ!

فائدہ : حافظ ابن اثیر رحمہ اللہ (۵۵۵-۶۳۰ھ) لکھتے ہیں:

کنی برحله عن زوجته ، أراد به غشيانها في قبلها من جهة ظهرها ، لأنّ الجامع يعلو المرأة ويركبها ممّا يلي وجهها ، فحيث ركبها من جهة ظهرها

کئی علیہ . ”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کجاوے سے مراد اپنی زوجہ لی ہے۔ ان کی مراد یہ تھی کہ انہوں نے اپنی بیوی سے اگلی شرمگاہ میں جماع کیا ہے، لیکن پشت کی جانب سے، کیونکہ مرد جماع کی حالت میں عورت کے اوپر ہوتا ہے اور چہرے کی جانب سے اس پر سوار ہوتا ہے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پشت کی جانب سے سوار ہوئے تو اس طرح کنایہ کیا۔“

(النهاية لابن الاثير: ۲۰/۲۹)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ :

نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمان باری تعالیٰ: ﴿نَسْأُكُم حَرْثَ لَكُمْ فَاتُوا حَرْثَكُمْ اَنْتِ شَيْئٌ﴾ (تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں، تم اپنی کھیتی کو جس طرح چاہو، آؤ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: نزلت فی اتیان النساء فی أدبارھن . ”یہ آیت کریمہ عورتوں سے کچھلی جانب سے جماع کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔“ (تفسیر الطبری: ۴/۳۹۸، وسندہ صحیح)

نیز سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ روایت بھی ہے: کان لا یروی بأساً أن یأتی الرجل امرأته فی دبرھا . ”آپ رضی اللہ عنہما عورت کی پشت کی طرف سے جماع کرنے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔“

(السنن الکبریٰ للنسائی: ۸۰/۸۹، وسندہ حسن)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان منقول روایات سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ آپ رضی اللہ عنہما عورت کی دبر میں جماع کرنے کو جائز قرار دیتے تھے، بلکہ ان روایات کا مطلب یہ ہے کہ پیچھے سے آگے والی شرمگاہ میں جماع کرنا جائز ہے۔

اس پر دلیل یہ ہے کہ سعید بن لیہار بن ابی الحباب کہتے ہیں: قلت لابن عمر : إنا نشترى الجوارى ، فحمص لهنّ ، قال : وما التحميص ؟ قال : نأتيهنّ فی أدبارھنّ ، قال : أو أو یعمل هذا مسلم ؟ ”میں سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما

سے کہا کہ ہم لونڈیاں خریدتے ہیں اور ان سے تحمض کرتے ہیں، آپ نے پوچھا، تحمض کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ ہم ان کی دبر میں جماع کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، کیا کوئی مسلمان ایسا کر سکتا ہے؟“ (السنن الكبرى للنسائی: ۸۹۷۹، شرح مشکل الآثار للطحاوی: ۲۶/۱۵، وسندہ صحیح)

اب اس کے متعلق علمائے کرام کی تحقیق ملاحظہ ہو:

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ (۶۹۱-۷۵۱ھ) لکھتے ہیں: ومن هاهنا نشأ الغلط على من نقل عنه الإباحة من السلف والأئمة، فإنهم أباحوا أن يكون الدبر طريقاً إلى الوطء في الفرج، فيطأ من الدبر لافي الدبر، فاشتبه على السامع، ”من“ ب ”فی“، ولم يفطن بينهما فرقا، فهذا الذي أباحه السلف والأئمة، فغلط عليهم الغالط أقبح الغلط وأفحشه. ”اسی سے اس شخص کو غلطی لگی ہے، جس نے سلف اور ائمہ سے اس فعل کی اباحت بیان کی ہے۔ انہوں نے اس چیز کو جائز قرار دیا ہے کہ پچھلا حصہ اگلے حصے میں جماع کا راستہ بنے، چنانچہ مرد پچھلے حصے سے جماع کرے گا، نہ کہ پچھلے حصے میں۔ سننے والے کو ’سے‘ کا لفظ ’میں‘ کے ساتھ مشتبہ ہو گیا، وہ دونوں کے درمیان فرق نہیں سمجھ سکا۔ سلف اور ائمہ دین نے اس چیز کو جائز قرار دیا ہے، لیکن غلط بیانی کرنے والے نے ان پر قبیح ترین اور فحش ترین غلط بیانی کی ہے۔“ (زاد المعاد لابن القیم: ۲۶/۴)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وهذا محمول على ما تقدم، وهو أنه يأتيها في قبلها من دبرها لما رواه النسائي. ”سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول روایات اس بات پر محمول ہیں کہ مرد اپنی بیوی کی پچھلی جانب سے اس کی اگلی شرمگاہ میں جماع کر سکتا ہے، جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے ان سے روایت بیان کی ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر: ۵۲۶/۱)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳-۷۴۸ھ) فرماتے ہیں: وقد جاءت رواية

آخری عنہ بتحریم ادبار النساء ، وما جاء عنه بالرخصة ، فلو صح لما كان صريحا ، بل يحتمل أنه أراد بدبرها من ورائها في القبل ، وقد أوضحنا المسألة في مصنف مفيد ، لا يطالعه عالم إلا ويقطع بتحریم ذلك .

”سیدنا ابن عمرؓ سے ایک دوسری روایت بھی آئی ہے کہ عورتوں کی پشتوں میں جماع کرنا حرام ہے۔ اور جو رخصت کے بارے میں روایات آئی ہیں، وہ اگر صحیح بھی ہوں تو صریح نہیں۔ بلکہ احتمال ہے کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ پچھلی جانب سے اگلی شرمگاہ میں جماع کرنا جائز ہے۔ ہم نے اس مسئلہ کو ایک مفید کتاب میں واضح کر دیا ہے۔ کوئی عالم اگر اس کا مطالعہ کرے گا تو ضرور اس کی حرمت کا فیصلہ کرے گا۔“ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ۱۰۰/۵)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۱-۷۷۷ھ) لکھتے ہیں: وهو الثابت بلا شك

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه أنه يحرمه . ”سیدنا ابن عمرؓ سے بلا شك وشبه یہ بات ثابت ہے کہ وہ اس کام کو حرام قرار دیتے تھے۔“ (تفسیر ابن کثیر: ۵۳۳/۱)

نیز فرماتے ہیں: ونص صريح منه بتحریم ذلك ، فكل ما ورد عنه

مما يحتمل فهو مردود إلى هذا المحكم . ”سیدنا ابن عمرؓ سے اس کام کی حرمت کے بارے میں صریح نص موجود ہے، لہذا جو کچھ اس بارے میں احتمالی ہے، اس کو اسی محکم کی روشنی میں سمجھیں گے۔“ (تفسیر ابن کثیر: ۵۳۳/۱)

الحاصل: عورت سے دبر میں وطی کرنا قرآن وحدیث، اجماع امت

اور فہم سلف کی روشنی میں حرام ہے۔ علماء کے دعویٰ اجماع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قبیح فعل کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں۔ عمومی دلائل سے اس کا جواز پیش کرنا اجماع امت کی خلاف ورزی ہے۔